145722- کچھ عرصہ بیوی کو نان ونفقہ سے محروم رکھنے کے بعد طلاق دے دی کیا بیوی اس عرصہ کے نان ونفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے ؟

سوال

سوال میرے بیٹی اور داماد کے بارہ میں ہے، تقریبا ایک برس سے دونوں علیحدہ ہو چکے ہیں، اس لیے کہ میرا داماد میری بیٹی سے برا سلوک کرتا تھا، ان کی رہائش بھی والدین اور اقرباء سے دور تھی، ایک بار بیٹی کو جھگڑا کی بنا پر مجبورا پولیس رپورٹ کرنا پڑی، پولیس نے آکر گھر کی تلاشی لی تاکہ بیٹی کی بات کی سچائی معلوم کی جا سکے تو انہوں نے بچی کے جسم پر ضرب کے نشانات پائے اور میرے داماد کو گرفتار کر لیا، اور نہ تو اپنی بیوی سے بات چیت کرنے کی اجازت دی اور نہ ہی دیکھنے اور ملنے، بلکہ جہاں ہماری بیٹی اسے وہاں جانے سے بھی روک دیا.

اس وجہ سے ہم اپنے داماد کے کہنے پر بیٹی کو اپنے گھر لانے پر مجبور ہوئے، جب لائے تو وہ بہت لاغر ہو چکی تھی بچی کی عمر سولہ برس ہے، اور وہ حاملہ ہونے کی وجہ سے ویٹامن کی کمی کا شکار تھی، گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی اور اسے کوئی اختیار بھی حاصل نہ تھا، صرف وہ مسجد یا پھر کوئی چیز خریدنے یا ہوا خوری کے لیے باہر جا سکتی تھی.

ان حالات میں ہمارے داماد نے ہمیں پولیس معاملہ ختم ہونے کے بعد اسے واپس لے جانے کا عندیہ دیا، اسی وجہ سے ہمارے ساتھ رابطہ رہا کہ ہماری بیٹی عدالت میں جا کر اعتراف کرے کہ اس نے بھی خاوند کو مارا ہے، لیکن بیٹی نے جانے سے انکار کر دیا، جس کی بنا پر اسے اور زیادہ غصہ آیا اور طلاق کی دھمکی دی، بہر حال بیٹی نے وکیل کو لکھا کہ مقدمہ عدالت سے ختم کر دیا جائے کیونکہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ دوبارہ رہنا چاہتی ہے، جیسے ہی مقدمہ ختم ہوا اس نے فوری ہمیں طلاق دینے کی اطلاع کر دی، کہ اس نے پولیس رپورٹ کیوں کروائی تھی.

جون (2008) سے آج تک ہم رابطہ کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ طلاق کی تفصیل معلوم ہو سکے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، شریعت کے مطابق تو یہ طلاق ہو چکی ہے کیا ایک برس کا نان و نفقہ لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں، اور آپ اس مسئلہ میں کیا نصیحت فرماتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

خاوند کے لیے بیوی پر بہتر اور اچھے
طریقہ سے خرچ کرنا لازم ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

{مرد حضرات عورتوں پر حاکم ہیں، اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس لیے بھی کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں} النساء (34).

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری
تعالی ہے :

.{چاہیے کہ مالدار آدمی اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہو وہ اللہ کے دیے ہوئے سے خرچ کرے، اللہ تعالی کسی بھی جان کو اتنا ہی مکلف کرتا ہے جسقدر اسے دیا ہے}. الطلاق (7).

معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بیوی کا اس کے خاوند پر کیا حق ہے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب تم خود لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور بیوی کے چہرہ پر مت مارو، اور قبیح وبدشکل مت کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے علیحدگی مت اختیار کرو"

سنن ابوداود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ابوداود میں صحیح قرار دیا ہے.

ابن رشد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"فقھاء اس پر متفق ہیں کہ درج ذیل فرمان باری تعالی کی بنا پر خاوند پر بیوی کا نان و نفقہ اور لباس واجب ہے.

.{اور وہ مرد جس کا بچہ ہے اس کے ذمے معروف طریقہ کے مطابق ان عورتوں کا کھانا اور ان کا کپڑا ہے}..

اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ:

"ان عورتوں کا تم پر نان و نفقہ اور ان کا لباس معروف طریقہ کے مطابق واجب ہے"

اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ تعالی سے فرمایا تھا :

"تم اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں
اور تمہاری اولاد کو معروف طریقہ سے کافی ہو"

رہا نفقہ تو فقہاء کرام اس کے وجوب
پر متفق ہیں " انتہی

دیکھیں : بدایۃ المجتھد و نھایۃ
المقتصد (44).

لیکن اگر بیوی ناشز یعنی اپنے خاوند
کی نافرمان ہو مثلا وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے، یا خاوند کا حق
ادا نہ کرے تو پھر یہ نان و نفقہ ساقط ہو جائیگا.

دوم :

رجعی طلاق والی عورت کا دوران عدت
نان و نفقہ خاوند کے ذمہ لازم ہے.

اور اگر وہ حاملہ بیوی کو طلاق دے تو
حاملہ بیوی کی عدت وضع حمل ہوگی، اس لیے حمل کی مدت میں چاہے طلاق بھی دے دے تو بھی
بیوی کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ لازم ہوگا.

موسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

"فقھاء کرام کا اتفاق ہے کہ طلاق
رجعی والی یا بائن طلاق والی حاملہ عورت کا وضع حمل تک نان و نفقہ خاوند کے ذمہ
واجب ہوگا؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان
پر وضع حمل تک خرچ کرو}.. انتہی

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ(274/16
).

سوم :

چاہے بیوی خاوند کی مطیع و فرماں
بردار ہو یا نافرمان حمل کی حالت میں طلاق سے پہلے یا طلاق کے بعد ہر حالت میں اس
کے اخراجات و نان و نفقۃ خاوند کے ذمہ واجب ہوگا اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو بچے کے
اخراجات بھی باپ کے ذمہ واجب ہونگے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (
106750) کے جواب کا مطالعہ ضرور
کریں.

اس سے یہ واضح ہوا کہ آپ کے داماد پر
آپ کی بیٹی کے حمل کا نان و نفقۃ طلاق سے قبل اور طلاق سے بعد بھی لازم ہے، اور اسی
طرح اسے طلاق سے قبل آپ کی بیٹی کے اخراجات دینا ہونگے، اور طلاق کے بعد عدت ختم
ہونے تک بھی نفقۃ کی ادائیگی کرنا ہوگی، اس سے استثنی اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ
اگر بیوی کی نافرمانی ثابت ہو جائے، اگر نافرمانی ثابت ہو جائے تو پھر بیوی کے نفقۃ
کی بجائے حمل کا نفقۃ بھی ادا نہیں ہوگا.

اگر خاوند اپنی بیوی پر واجب کردہ
نفقۃ خرچ نہیں کرتا تو بیوی کو قرض حاصل کرنا چاہیے تھا، کہ وہ قرض لے کر اپنا خرچ
پورا کرے، اور پھر وہ خاوند سے قرض کی ادائیگی مطالبہ کریگی.

چاہے بیوی نے قرض لیا ہو یا آپ نے
بغیر قرض لیے اس پر خرچ کیا ہے تو وقت اور عرصہ گزرنے سے وہ خرچ جو خاوند ادا ہی
نہیں کیا ساقط نہیں ہوتا، بلکہ آپ اس سے ادائیگی کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جس شخص نے اپنے ذمہ بیوی کا واجب
نفقۃ کچھ عرصہ ادا نہ کیا تو یہ اس سے ساقط نہیں ہوگا، بلکہ یہ اس کے ذمہ قرض ہے اس
کی ادائیگی کرنا ہوگی، چاہے اس نے نفقۃ کسی عذر یا غیر عذر کی بھی بنا بھی ترک کیا

ہو، امام احمد رحمہ اللہ کی واضح اور ظاہر روایت یہی ہے، اور حسن اور مالک شافعی،
اسحاق اور ابن منذر سب کا یہی قول ہے" :

جمہور رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ
تعالی عنہ درج ذیل حکم سے استدلال کیا ہے :

"عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فوج کے
سالاروں کو خط لکھا کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے غائب ہیں، یا تو انہیں ان کے اخراجات
دیں، یا پھر طلاق دے دیں، اور اگر وہ طلاق دیں تو پچھلے عرصہ کا نان و نفقہ روانہ
کریں" انتہی

دیکھیں: المغنی (165/8).

چہارم :

اگر وضع حمل ہونے کی بنا پر عدت ختم
ہوجائے تو آپ کی طلاق یافتہ بیوی کے لیے اپنے خاوند کے پاس جانا اور خاوند کا اس
سے رجوع کرنا جائز نہیں؛ لیکن اگر وہ چاہے تو مہر کی ادائیگی کرتے ہوئے نیا نکاح
کیا جاسکتا ہے.

ہم اپنی بہن کو یہی نصیحت کرتے ہیں (
اللہ اسے توفیق سے نوازے) اگر اس کا خاوند برے اخلاق کا مالک ہے، اور وہ اپنے
خاوند کے اخلاق میں کوئی بہتری اور تبدیلی کی امید بھی نہیں رکھتی تو پھر وہ اس کے
پاس واپس جانے کی حرص مت رکھے، ہوسکتا ہے جو کچھ ہوا ہے وہ اس کے لیے بہتر ہو اور
پھر اللہ سجانہ و تعالی کا بھی فرمان ہے :

.{اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہوجائیں
تو اللہ تعالی ہر ایک کو اپنی وسعت و فضل سے غنی کر دیگا، اور اللہ سجانہ و تعالی
بڑی وسعت والا اور حکمت والا ہے}.النساء (130).

اور اگر اس کا خاوند مجمل طور پر پسندیدہ
ہے اور وہ اپنے خاوند کے پاس واپس جانے کی رغبت رکھتی ہے تو پھر اس کے لیے کسی ایسے
شخص کو درمیان میں لایا جائے تو اسے تلاش کر کے انہیں اکٹھا اور آپس میں جمع کرنے

کی کوشش کرے، اس کے ساتھ ساتھ اسے کثرت سے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے توفیق کی دعا کرنی چاہیے.

واللہ اعلم.